در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

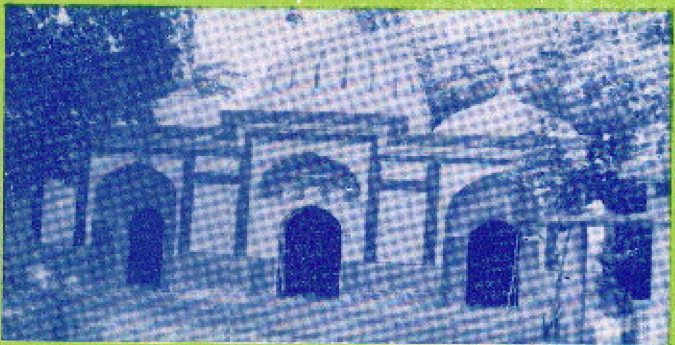

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگار حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۱۲ — جلد نمبر ۱۰

۱۶ تا ۳۰ جون ۱۹۹۷ء — صفر المظفر ۱۴۱۸ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

ضروری اعلان برائے قارئین کرام

وہ تمام حضرات جنھوں نے گذشتہ سال سالانہ چندہ برائے "الحسن" پندرہ روزہ ادا کرکے ممبر شپ حاصل کی تھی امسال بھی حسب سابق اپنا زر امانت ادا فرما کے سال رواں میں رسالے کی خریداری کو یقینی بنائیں۔

شکریہ

منی آرڈر بھجوانے کا پتہ

سید غلام الحسنین قادری گیلانی

"الحسن" (پندرہ روزہ)

شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ اکیڈمی

۱۳۷۱ کوچہ آقا پیر جان رحمۃ اللہ علیہ یکہ توت پشاور شہر۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۳
۲	نعت	ساغر صدیقی	۴
۳	تفسیر القرآن الحسنیّہ	مدیر اعلیٰ	۶
۴	انوارِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم	مدیر اعلیٰ	۷
۵	تجلّیاتِ غوثیّہ	مدیر اعلیٰ	۱۰
۶	غزل	بیدم وارثیؒ	۱۱
۷	سید حاجی شاہ بخاری	صاحبزادہ ایس ایم بخاری بھائی خانوی	۱۲
۸	حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا	عبدالصمد صارم الازہری	۱۶
۹	استفتاء (صفر کا آخری چہار شنبہ)	مفتی خلیل الرحمٰن نقشبندی گاوزوی	۲۳
۱۰	علم الحدیثؐ میں عورتوں کا حصّہ	ڈاکٹر اُمّ سلمیٰ گیلانی	۲۴
۱۱	اسلام میں تصوّرِ شاعری	ڈاکٹر آر امین	۲۸

شذرہ — مدیر اعلیٰ

گرمی کی شدّت اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ

ہمارا پیارا شہر پشاور اس وقت شدید گرمی کی زد میں ہے اور درجۂ حرارت ۴۶-۴۵ درجہ سنٹی گریڈ تک پہنچ چکا ہے جس کے باعث شہر کے پختہ اور تنگ و تاریک مکانوں میں زندگی گزارنا بڑا مشکل اور تکلیف دہ ہو چکا ہے لیکن ستم بالائے ستم یہ کہ واپڈا والوں نے وقفے وقفے سے طویل لوڈ شیڈنگ کے ذریعے اہالیانِ پشاور کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا ہے خصوصاً بیمار، بچے اور بوڑھے تو سخت اذیت کا شکار ہو چکے ہیں۔

موسم گرما میں پانی کی اہمیت میں بھی بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے لیکن برقی رو کے رُکنے سے ٹیوب ویل بند ہو جاتے ہیں، اور یوں بجلی کی مسلسل لوڈ شیڈنگ سے پشاور میں پانی کی بھی شدید قلت پیدا ہو چکی ہے اور لوگوں کو ضرورت کے مطابق پانی دستیاب نہیں یہاں تک کہ مساجد میں نمازیوں کو وضو کے لئے بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ہم بلدیہ پشاور، واپڈا کے متعلقہ حکام اور سرحد کی انتظامیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اہالیانِ پشاور کی اِن مشکلات کو دور کرنے کے لئے فی الفور اقدامات کریں اور انھیں اِن مصائب سے نجات دلائیں۔

نعت شریف

ساغر صدیقی

جس طرف چشمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرے سامنے آئے ستارے ہو گئے

جب کبھی عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت ہو گئی
میرے آنسو کوثر و زمزم کے دھارے ہو گئے

موجۂ طوفاں میں جب نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے لیا
ڈوبتی کشتی کے تنکے ہی سہارے ہو گئے

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی نظروں کا یہ اعجاز ہے
جس طرف نظریں اٹھیں وہ سب تمہارے ہو گئے

میں ہوں اور یادِ مدینہ اور ہیں تنہائیاں
اپنے بیگانے سبھی مجھ سے کنارے ہو گئے

اپنی کملی کا ذرا سایہ عنایت ہو مجھے
دل کے دشمن یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل سے پیارے ہو گئے

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

کل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصتہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین (۹۴) ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین (۹۵) ولتجد نھم احرص الناس علی حیوۃ و من الذین اشر کو یود احدھم لو یعمر الف سنتہ وماھو بمز حزحہ من العذاب ان یعمر واللہ بصیر بما یعملون (۹۶)

ترجمہ:۔ فرما دیجئے اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر صرف اور صرف تمہارے لئے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت کا گھر مقرر ہے سوائے اور لوگوں کے تو مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو (۹۴) اور ہرگز وہ کبھی بھی اس کی خواہش کا اظہار نہ کریں گے یہ سبب اس کے جو اعمال (بد) انہوں نے پہلے کئے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو جانتا ہے (۹۵) اور ضرور بالضرور تو اس دنیا کی زندگی پر ان کو (اور) لوگوں سے بہت زیادہ لالچی پائے گا اور ان لوگوں سے بھی جنہوں نے شرک کیا ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ کاش ! ان کی عمر ایک ہزار برس ہو جاتی جتنی بھی زیادہ عمر پالیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے (اپنے آپ کو) نہیں بچا سکتے اور اللہ جل جلالہ جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں دیکھتا ہے۔

حل لغت:۔ یتمنوہ:۔ وہ آرزو کریں گے جمع مذکر غائب فعل مضارع کا صیغہ ہے وہ تمنا کریں گے۔ وہ خواہش کریں گے۔

لتجدن:۔ لام تحقیق بالنون ثقیلہ واحد مذکر مخاطب فعل مضارع کا صیغہ ہے ضرور بالضرور تو پائے گا

احرص:۔ حریص، لالچی، ہوس والا

یود:۔ واحد مذکر غائب فعل مضارع ہے چاہتا ہے

زحزح:۔ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے فعل ماضی ہے وہ دور ہٹایا گیا۔ وہ بچایا گیا

تفسیر:۔ بنی اسرائیل کو یہ غرور و تکبر تھا کہ دنیا میں ہماری ہی قوم ہے جو اعلیٰ وارفع ہے اور جو مقامات

بلند ہم کو نصیب ہیں وہ کسی دوسری قوم کو حاصل نہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مغرورانہ روش کو جو کہ عقیدے اور ایمان کی بطورِ اختیار کر چکی تھی پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے رد فرمائی ان کے ان باطلانہ عقیدوں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قیامت کے دن ہم ہی سرفراز ہوں گے۔ جنت کی نعمتیں ہمارے حصے میں ہی ہیں اور قیامت کے دن اور اس کے حصہ کا آرام و سکون و راحتیں ہماری ہی نصیب میں ہیں کسی اور قوم کو یہ آرام میسر نہیں اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا محبوب سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس عقیدت کو ایک نہایت کی نفیس و لطیف انداز میں رد فرمایا کہ دیکھو اگر یہ تمام آسائشیں آرام، نعمتیں، راحتیں، سکون و طمانیت اور محبوبیت تمہارے لئے ہیں تو پھر میرے وصال کی تمنا کیوں نہیں کرتے ہو کہ جس شخص کو اپنا محبوب پیارا ہوتا ہے تو وہ ایک ساعت بھی ان سے جدا ہونا گوارا نہیں کرتا لہٰذا یہ بہتر نہیں کہ تم مرنے کی آرزو کرو تاکہ تمہیں وہ تمام راحتیں نصیب ہو جائیں اور خصوصیت کے ساتھ دیدار الٰہی سے مشرف ہو جاؤ۔ دنیا کی حرص، ہوس اور لالچ ان پر اتنی غالب تھی اور دنیاوی زینت و زیب و آرائش پر وہ اتنے فریفتہ تھے کہ وہ آخرت کو یکسر بھلا چکے تھے وصال محبوب سے تو ان کا کوئی تعلق ہی نہیں تھا سرمایہ داری، سود خوری، استکباریت، استعماریت، وحیِ الٰہی سے بغاوت ان کو قیامت کے دن سے اور جنت کی راحتوں سے۔ بہت پیاری اور محبوب تھی لہٰذا ان کے اس جھوٹے دعوے کو اللہ تعالیٰ نے رد فرمادیا کہ یہ ہرگز کبھی بھی وصال محبوب کی تمنا نہیں کرسکتے اگرچہ ان کو ان کی خواہش کے مطابق ہزارہا برس کی عمر بھی دے دی جاتے تو ان کے وہ کرتوت اور بدعملیاں جو وہ اپنے انبیاء کرام کی تکذیب کرتے تھے اور پھر ان کو شہید کرنے کے بھی مرتکب ہوتے نیز دیگر بدفعلیاں جن کی وجہ سے ان کا دامن بھرا ہوا ہے ان سب کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کس طرح پیش ہونے کی امید کرتے ہیں. جبکہ انہوں نے ساری زندگی کبھی کوئی اچھا عمل ہی نہیں کیا اگر ان کو ان خواہش کی مطابق ہزارہا برس کی عمر بھی دے دی جاتے تو یہ عمر بھی ان ہوا و ہوس کے پجاریوں کو اللہ تعالیٰ کے اس عذاب سے نہیں بچا سکتی جو ان کے گناہوں کی پاداش میں ان کو نصیب ہے اور اللہ جل جلالہ تو سب کچھ دیکھتا جانتا ہے اور کسی کا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں ہے لہٰذا ان کا یہ باطل عقیدہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں واضح ہے اسی

(باقی صہ پر ملاحظہ فرمائیں)

انوار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

ذکر ما خص بہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ من صعودہ علیٰ منکبی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و نہوض النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اس باب میں (جناب) امیر المؤمنین علی (المرتضیٰ) کرم اللہ وجہہ الکریم کی اس فضیلت کا بیان ہے کہ آپ (رضی اللہ عنہ) آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کندھوں پر چڑھے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کو اٹھا کر کھڑے ہوتے۔

حل لغت

خص، خاص کرنا فضیلت دینا

انبانا احمد بن شعیب قال اخبرنا احمد بن حرب قال حدثنا اسباط عن نعیم بن حکیم المدائنی قال حدثنا ابو مریم قال قال علی ان طلقت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فصعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علی منکبی فنھضت بہ فلما رای رسول اللہ ضعفی قال لی اجلس فجلست فنزل نبی اللہ وجلس لی وقال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ۔ فنھض بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وقال علی علیہ السلام لیخیل الی انی لو شئت لنلت افق السماء فصعدت علی الکعبۃ وعلیھا تمثال من صفر او نحاسٍ فجعلت اعالجہ لا زیلہ بیمین وشمال وقدامٍ او من بین یدیہ ومن خلفہ حتی اذا استمکنت منہ قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اقذفہ فقذفت بہ فتنکسر کماتنکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نستبق

حتی توار ینا بالبیوت خشیۃ ان نلقیٰ احدًا من الناس واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ:- ابو مریم نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ ہم کعبہ پہنچ گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کندھوں پر چڑھے۔ پس میں انہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھا کر کھڑا ہوا سو جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کمزور پایا تو مجھے ارشاد فرمایا بیٹھ پس میں بیٹھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اترے۔ اور میرے لئے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ میرے کندھوں پر سوار ہو جا۔ پس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر چڑھا۔ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اٹھا کر کھڑے ہوتے اور جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا البتہ مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں پس میں کعبہ پر چڑھا۔ اس میں پیتل یا تانبے کی تصاویر تھیں پس میں ان کو اٹھانے لگا تاکہ میں ان کو دائیں بائیں آگے یا سامنے اور پیچھے سے ہٹا دوں۔ یہاں تک کہ جب میں نے ان سب پر قابو پا لیا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ان کو پھینک دے پس میں نے انہیں پھینک دیا پس اس طرح ٹوٹ گئے جس طرح کہ شیشے ٹوٹ جاتے ہیں پھر میں اترا پھر میں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے جلدی جلدی چلے۔ یہاں تک کہ گھروں میں پہنچ گئے یہ فکر کرتے ہوتے کہ مبادا کوئی ایک شخص ہمیں مل نہ جاتے۔ اور اللہ۔ بہتر جانتا ہے۔

حل لغت

صعد۔ یا صعود۔ چڑھنا۔ نہض یا نہوض۔ کھڑا ہونا۔ سیدھا ہونا۔ اٹھنا۔ جلدی جانا وغیرہ۔ تمثال۔ تصاویر۔ صفر۔ پیتل نحاس۔ تانبا۔ آگ۔ وہ دھواں جس میں شعلہ نہ ہو طبیعت۔ قذف۔ قے کرنا پھینک مارنا۔ تہمت لگانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ کسر۔ توڑنا۔ قواریر۔ شیشہ۔

تشریح

ارشاد ہے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کندھوں پر چڑھے یعنی کعبہ کے اندر داخل ہو کر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے کندھوں پر سوار ہوتے ارشاد ہے پس میں انہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اٹھا کر کھڑا ہوا یعنی جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کندھوں پر اٹھالیا۔ ارشاد ہے "تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اترے" یعنی میرے کندھوں پر سے اترے ارشاد ہے "اور میرے لئے بیٹھے" یعنی اپنے کندھوں مبارک پر مجھے اٹھانے کے لئے بیٹھ گئے ارشاد ہے "اس میں پیتل یا تانبے کی تصاویر تھیں" یعنی کعبہ میں دیواروں پر پیتل یا تانبے کے بنے ہوتے بت لٹکے ہوتے تھے ارشاد ہے "تاکہ میں ان کو دائیں بائیں آگے یا سامنے اور پیچھے سے ہٹادوں یعنی کعبہ کے اندر چاروں طرف سے ان بتوں یا تصویروں کو میں ہٹانے لگا ارشاد ہے پھر میں اترا" یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں سے نیچے اتر آیا، مولانا مولوی محمد ابوالحسن صاحب مترجم صحیح البخاری اس حدیث کی تشریح میں مناقب مرتضوی میں صہ ۶۹ پر تحریر کرتے ہیں اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مونڈھوں پر چڑھے اور آسمان کے پاس پہنچ گئے۔

بقیہ :۔ تفسیر القرآن الحسنیہ

لئے اللہ تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو بھی ایسے عقیدوں سے باز رہنے کی ترغیب دی حضرت صدر الافضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی تحریر فرماتے ہیں

"موت کی محبت اور لقائے پروردگار کا شوق اللہ کے بندوں کا معقول طریقہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، ہر نماز کے بعد دعا فرماتے اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک ووفاۃ ببلد رسولک یارب! مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر میں وفات نصیب فرما بالعموم تمام صحابہ کرام اور بالخصوص شہدائے بدر واحد وصحابہ کرام بیعت رضوان موت فی سبیل اللہ کی محبت رکھتے تھے الخ"

(۱) خزائنہ العرفان حاشیہ بر کنز الایمان پارہ اول ص ۲۶

گذشتہ سے پیوستہ

تجلیات غوثیہ

ترجمہ مدیر اعلیٰ الحسن

اس کے بعد میں اپنے وطن سے لمبے سفر پر روانہ ہوا تاکہ فقراء اور اولیاء کو دیکھوں اور گجرات پہنچا۔ اس کے اطراف میں ایک گاؤں نوشہرہ نامی ہے۔ اس میں ایک عزیز شیخ پیر محمد تھے۔ یہ ککو صاحب کے مریدوں میں سے ایک مرید تھے۔ اور بہت صاحب نظر اور صاحب جذبہ تھے۔ ان کی عمر سو برس سے زائد تھی۔ ان کی خدمت میں پہنچا۔ وہ اس وقت ایک باغیچہ میں چارپائی پر آرام کر رہے تھے۔ آپ کا خادم آپ کے پاؤں دبا رہا تھا۔ یہ فقیر بھی ان کے پاؤں دبانے لگا تو انھوں نے فرمایا "یہ کون ہے جس کے ہاتھوں سے ذکر کی آواز آرہی ہے۔ اس کے بعد اٹھے اور اس فقیر کا حال پوچھتے رہے توجہات اور مہربانی فرماتے رہے۔ تین دن تک ان کی خدمت میں رہا۔ ہر روز توجہات فرماتے اور اپنے ہاتھ سے میرے ہاتھ میں کھانا دیتے۔ اس کا اثر اسی وقت معلوم ہو جاتا تھا۔ لیکن وہ اثر غالب نہ ہوتا۔ اس کے بعد اپنا کلاہ اور چادر مجھے عطا فرمائی اور رخصت کیا اور فرمایا میرے دوستوں کو جو گوشہ نشین ہیں دیکھتے جاؤ۔ دو تین دن اطراف میں ان کے دوستوں کی ملاقات کے لئے جاتا رہا۔ اور ان تمام حضرات سے مل کر پھر واپس حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا کہ "آپ نے جو مہربانی کی ہے اس کا اثر نہیں پاتا ہوں" آپ نے فرمایا "چونکہ آپ بہت زیادہ سلوک اور مجاہدہ میں مشغول رہتے ہیں اگر آپ یہ ترک کر دیں تو پھر یہ اثر غالب آجائے گا" اس کے بعد کنجاہ کے موضع میں گیا وہاں ایک بزرگ میاں محمد جعفر تھے۔ ان کے پاس بھی جانا ہوا۔ حبس نفس میں وہ بہت ہی عظیم محنت کر چکے تھے۔ انھوں نے بہت سخت ریاضتوں کا ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جسطرح انہوں نے کہا اسی طرح چلوں میں بیٹھ کر ان پر عمل کیا۔ ان سے کچھ فوائد ظہور پذیر ہوئے۔

(جاری ہے)

غزل

بیدم وارثی

کعبہ کا شوق ہے نہ صنم خانہ چاہیے
جانا نہ چاہیے در جانانہ چاہیے

ساغر کی آرزو ہے نہ پیمانہ چاہیے
بس اک نگاہ مرشد میخانہ چاہیے

حاضر ہیں میرے جیب و گریباں کی دھجیاں
اب اور کیا تجھے دل دیوانہ چاہیے

عاشق نہ ہو تو حسن کا گھر بے چراغ ہے
لیلیٰ کو قیس شمع کو پروانہ چاہیے

شکوہ ہے کفر ، اہل محبت کے واسطے
ہر اک جفائے دوست پہ شکرانہ چاہیے

بادہ کشوں کو دیتے ہیں ساغر یہ پوچھ کر
کس کو زکوٰۃ نرگس مستانہ چاہیے

بیدم نماز عشق یہی ہے خدا گواہ
ہر دم تصور رخ جانانہ چاہیے

سراج السالکین فرزند دلبند مخدوم جہانیاں

"سید حاجی شاہ بخاری رح"

تحریر صاحبزادہ ایس ایم بخاری بھائی خانوی

خانوادہ۔ بخاریہ۔ نور نگاہ سید جلال قطب کمال فرزند دلبند جہانیاں جہانگشت بخاری ثم اُچی ہم جلیس عاشقاں، رازدار عاشقاں فقیہہ دوراں، غمگسار دوستاں، امین ولایت، واقف اسرار حقیقت، شیخ الکل والخبر، امیر شریعت، رہبر طریقت، پیر و پیشوا سید السادات حضرت پیر سید حاجی شاہ بخاری المعروف بخاری بابا

آپ سادات بخاریہ میں اس خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں جس کو بمطابق ندائے ہاتف غیبی تا قیامت، بارہ ہزار قطب ہوں گے۔ اس خانوادہ عالیہ کے موسس اعلیٰ پیر س ید جلال الدین حیدر سرخپوش بخاری جن کے بارے میں شیخ عبدالحق دہلوی نے تحریر فرمایا کہ سادات کا یہ خانوادہ صحیح النسب حسینی ہے سیاح دوراں پیر مخدوم جہانیاں جہانگشت بخاری رح (اوچ شریف بہاولپور) وہ بطل جلیل ہیں جنہوں نے مکمل سات برس تک حرم کعبہ میں مسلمانان عالم کی امامت فرمائی شیخ عبداللہ مطہر اور امام عبداللہ یافعی جیسی نابغۂ روزگار شخصیات سے تحصیل علم پایا۔ طریقت کے چودہ سلاسل سے آپ صاحب خلافت تھے جو عالم روحانیت میں بہت بڑا کارنامہ واعزاز ہے اسی سلسلہ میں بخاریہ کی شاخ سے آگے چل کر سید صدرالدین راجو قتال بخاری رح وہ ہستی ہیں جنہوں نے راہ خدا میں جہاد کیا اور راجو قتال بخاری رح کے لقب سے مشہور ہوئے۔ تبلیغ اسلام کے لئے چاٹگام کے علاقہ میں شاہ جلال سلہٹی رح کے ساتھ سید سلطان احمد کبیر بخاری نے اپنے پانچ سو درویش باکمال اور جنگجو روانہ فرمائے تاکہ وہاں دوبارہ گائے کا ذبیحہ جاری ہو۔ شاہ عیسیٰ بخاری نے بلوٹ ڈیرہ اسماعیل خان میں چھتیس سال تک اپنی نیکی اور پارسائی سے شاہان وقت کو اپنا گرویدہ بنائے رکھا اور فقر و درویشی کا لباس پہنایا۔ ان فقراء میں محمد غوث الدین ولد علاؤالدین المعروف دودہ مرد حقانی دانگوی۔ جنہوں نے عرصہ قلیل

میں ایک لاکھ سے زائد لوگوں کو پوٹھوہار اور کشمیر میں دائرہ اسلام میں داخل فرمایا۔ اسی سلسلہ بخاریہ کے خانوادوں میں سید اسماعیل شاہ بخاریؒ کرمانوالے اوکاڑہ میراں دریا بخاریؒ لاہور علی لاحق سیدا سرمست بخاری سیالکوٹ، سبز علی شاہ بخاری پشاور سرحد جیسی نابغہ روزگار ہستیاں اور اسی طرح ۸۱۲ سال بعد سید دوست علی شاہ بخاریؒ سیاکھوی جن کا جسد مبارک صحیح وسالم منگلا ڈیم سے برآمد ہوا اسی خانوادہ بخاریہ کے عظیم سپوت سید عبدالستار شاہ بخاری جبری سیداں سہنسہ آزاد کشمیر بھی تھے جن کی تربت پر آج بھی شیر سلامی کے لیئے حاضر ہوتا ہے۔

نام ونسب:۔ پیر طریقت سید حاجی شاہ بخاری بھائی خانوی بھی اسی خانوادہ کے فرزند دلبند ہیں۔ آپ کے والد کا اسم گرامی پیر سید شرف شاہ بخاری المعروف "گنج فیض" ہے۔ سید حاجی شاہ بخاری کی پیدائش انیسویں صدی کے آخری عشرہ میں موضع بھائی خان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی اور والدہ ماجدہ سیدہ بی بی مریم سے حاصل کی۔ سات سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ ازاں بعد اول تو مولوی رکن الدین بھائی خانوی پھر مولوی روشن علی مرادیالوی اور پھر فارغ التحصیل دیوبند مولوی محمد فاضل چراغ پوٹھوہار سے علم متداولہ حاصل کیئے۔ مشہور قلعہ رہتاس سے مڈل اور جے وی کے امتحان پاس کیئے۔ دوران تعلیم اکرہ موہڑہ میں امامت کے فرائض ادا فرماتے رہے۔ استاد محترم مولوی روشن علی رتیالوی کے مشورہ سے ۱۹۱۱ء میں بھائی خان میں لوئر پرائمری سکول اور درس نظامی کی بنیاد رکھی۔ سکول کی عمارات ذاتی طور پر تعمیر کروائیں اور ٹھیک پچاس سال تک اس سکول سے علاقہ بھر کے طلباء زیور تعلیم سے آراستہ ہوتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی لوگ آپ کو علاقہ کے "سرسید" کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ سکول نہ صرف سکول ہی تھا بلکہ ایک دینی مدرسہ کی حیثیت کا بھی حامل تھا۔ یہاں بچوں کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم میں بھی طاق کیا جاتا تھا۔ علاقہ بھر میں یہ ایک معیاری درسگاہ تھی۔ اس سکول کے طلباء میں سے سائیں محمد صادق چنگا بنگیالوی، اپنے وقت کے اولیاء اللہ میں سے ہو گزرے ہیں۔ جو کہ لاہور میں اپنی روحانی ڈیوٹی دیتے رہے ہیں۔ آپکے دیگر شاگردوں میں ریٹائرڈ جنرل قمرزمان کیانی، نعمت اللہ، چوہدری جلال، محمد خان بابا، منشی رحمت علی اور راجہ محمد خان جیسے مشہور لوگ ہو گزرے ہیں۔

زہد واتقا۔ آپ عرصہ بارہ سال تک نالہ کانسی کے پانی میں کھڑے ہو کر قرآن پاک تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ جبکہ دن کے وقت ضروریات دنیاوی سے عہدہ براہوتے۔ رات کو تہجد گزاری کے علاوہ اوراد، وظائف بھی ادا کرتے۔ دعائے گنج العرش، عہدنامہ، شجرہ طریقیت اور دیگر اوراد و وظائف نماز کے بعد مکمل کرتے۔ دوپہر کے وقت قیلولہ فرماتے اس طرح سنت نبوی صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم پر عمل فرماتے۔ آپ نے تین ماہ تک ترکی، پہاڑمیں چلہ کشی فرمائی۔ اس دوران دن کو روزہ رکھتے اور صبح وشام چوبیس گھنٹے کی خوراک صرف ایک چھٹانک بھنے ہوتے چنے اور پانی تک محدود تھی۔

خلافت وطریقیت:۔ سلسلہ عالیہ جلالیہ سہروردیہ میں اپنے والد پیر سید شرف شاہ "گنج فیض" بخاری سے صاحب اجازت تھے۔ ۱۹۱۶ء میں پیر سلطان علی نوشاہی قادری کے دست پر بیعت فرمائی اور اسی دن آپ کو دستار خلافت سے نوازا گیا۔

تبلیغ دین:۔ سفر و حضر میں دین کی تبلیغ فرماتے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک پوٹھوہاری خلیفہ نے جب امام مہدی ہونے کا باطل دعوی کیا۔ تو آپ نے اس کے آبائی گاؤں جا کر اسکو بڑے شدومد سے رد فرمایا اور عوام کو اس فتنہ سے آگاہ فرمایا نتیجتاً وہ قادیانی اپنی بساط لپیٹنے پر مجبور ہو گیا اور عوام بدمذہبی کے غار میں گرنے سے محفوظ رہے۔

خاندانی کتب خانہ:۔ آپ کے خاندانی کتب خانے میں آباء واجداد کے تحریر کردہ نادر ونایاب قلمی نسخے موجود ہیں۔ ان قلمی نسخوں میں حضرت پیر مخدوم جہانیاں جہانگشت بخاری ثم اچی کے وظائف کا ایک مجموعہ بھی موجود ہے۔ اسکے علاوہ وجہ تسمیہ دیہات پوٹھوہار، تاریخ بہی قلمی، تاریخ دانگلہ، تاریخ ترخ پڑی اور سادات بخاریہ کا کلہ شجرہ نسب بھی موجود ہیں۔

کشف و کرامات:۔ مقامی لوگوں کے چشم دید واقعات کے مطابق جنات کو آپ کے گھر کی چکی پیستے دیکھا گیا۔ آپ نے آپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوتے کئی دیہات میں صاف پانی کے کنوئیں کھدوائے۔ جٹ کشمیری نامی ایک شخص جو بے اولاد تھا۔ دعا کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے نہ صرف دعا فرمائی بلکہ دو عدد تعویذ اسکی بیوی کے پینے کے لئے عطا فرمائے اور پیشنگوئی کی کہ اسکے ہاں دو فرزند ہوں گے۔ چناچہ ایسا ہی ہوا۔ اور وہ دونوں لڑکے اب گوجر خان شہر میں زندہ و سلامت ہیں۔

موضع دلمی کے قاسم کشمیری اور آزاد کشمیر کے ٹھاکر داس کے گھر بھی آپ کی دعا سے اولاد نرینہ پیدا ہوئی۔

وصال کی پیشنگوئی:- آپ نے اپنے وصال سے ایک سال قبل اپنی وفات کی پیشنگوئی فرمادی تھی۔ اور اپنی قبر کی جگہ کا تعین فرماتے ہوئے فرمایا کہ بابا کاظم علی شاہ قادری (مکھڈوی) المعروف بابا پیرزادہ کی قبر سے ایک قبر کی جگہ چھوڑ کر مشرقی جانب قبر بنائی جائے۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی قبر مبارک بابا پیرزادہ کی قبر سے ملحق گاؤں کے شمال مغربی کونے پر بنائی گئی۔ آپ کا وصال 16 جون کو ہوا اور 17 جون 1976 ۔ کو دفن کیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

منقبت:- خطہ پوٹھوہار کے شعرائے کرام نے آپ کی منظوم منقبت تحریر کی ہیں جن میں سراج دین سراج، محمد فاضل شایق، قاضی نصیر الدین، محمد نزیر بشیر، پرویز خوشتر، بسمل، جامی، محمد آمین مغل کے علاوہ دیگر پوٹھوہاری شعراء کے علاوہ بطور خاص آپ کے پیر بھائی نظام الدین نوشاہی کی یہ مشہور منقبت زبان زد عام ہے۔

سید جاجی شاہ خلیفہ ہر دم پڑھدا رہے وظیفہ
باپ دادے دی گدی تے بیٹھا وصف نواز مہانی دا

عرس و میلہ:- آپ کا عرس ہر سال 16/17 جون آپ کے بڑے صاحبزادے سید حبیب شاہ بخاری کے زیر سرپرستی نہایت عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔ دینی و روحانی محافل کا روح پر انعقاد ہوتا ہے۔ جس میں پنجاب، آزاد کشمیر اور پاکستان کے دیگر اضلاع خطہ پوٹھوہار بطور خاص عوام و خواص شرکت کرتے ہیں۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

عبدالصمد صارم الازہری

چونکہ قریش کی عورتیں اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی تھیں تاکہ ان کے بچے صحراء میں پلیں بڑھیں۔ اِس لیے بدو عورتیں بچوں کو لینے مکہ آیا کرتی تھیں۔ بنوسعد بنی بکر کی عورتیں حسب عادت مکہ آئیں اور سب کو بآسانی بچے مل گئے مگر حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اُن کے یتیم ہونے کی بناء پر کسی نے قبول نہ کیا۔ مگر حلیمہ سعدیہ نے بخوشی قبول کر لیا۔

حلیمہ بیان کرتی ہیں کہ اس سال فصل ربیع میں بارش نہیں ہوئی تھی۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ ہمارے پاس زندگی گذارنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم مکہ کا رُخ کریں اور مکہ کے سرداروں میں سے کسی کے بچے کو لاکر اس کی پرورش کریں۔ اس طرح بچے کے والد سے کچھ حاصل کر سکیں گے۔ میرے شوہر نے کہا ٹھیک ہے ـــــ میں اپنے شیر خوار بچے کو لیکر ایک اونٹنی پر سوار ہوئی۔ میرے شوہر نے اونٹنی کی مہار تھامی اور ہم نے مکہ کی راہ لی۔ میرا بچہ بھوک سے اور دودھ کم ہونے کی وجہ سے رویا کرتا تھا۔ کیونکہ میری چھاتیاں خشک ہوگئی تھیں۔ اور اونٹنی بھی خشک سالی کی وجہ سے دودھ سے اتر گئی تھی۔ میں اور میرا شوہر بھوکے تھے۔

جب ہم مکہ پہنچے تو میرے قبیلے کی عورتوں نے مالداروں کے بچے لے لیے اور اپنے گھروں کی طرف واپس آنے لگیں، تو ان کے باپوں نے انھیں تحفے تحائف دے کر رخصت کیا۔ مجھے کسی مالدار شخص کا بچہ نہ مل سکا، البتہ صرف ایک یتیم بچہ جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھا میرے سپرد کیا گیا۔ اور مجھے بچے کی ماں یا دادا کی طرف سے کوئی تحفہ بھی نہ دیا گیا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ بچہ لے لو، ہم خالی ہاتھ کیوں جائیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسے قبول کر لیں۔ کیونکہ یہ بچہ قریش کا ہے جب بڑا ہوگا تو سردار ہوگا۔ اُس وقت ہمیں اس سے کچھ فائدہ پہنچ سکے گا۔ میرے شوہر نے کہا کہ ٹھیک ہے لہٰذا میں بچے کو لیکر اپنے قبیلے کی عورتوں کے ساتھ واپس لوٹی۔ ابھی میں مکہ سے ایک

منزل بھی دُور نہ گئی تھی کہ میرے دونوں پستان دُودھ سے بھر گئے میرے بیٹے اور حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے خوب سیر ہو کر پیا جب ہم گھر پہنچے تو میرے شوہر نے مجھے اونٹنی کے تھن دِکھا کر کہا دیکھو اس کے تھن دودھ سے کیسے پُر ہو گئے ہیں۔

ہم دونوں بھُوکے تھے۔ دونوں نے خوب پیٹ بھر کر دودھ پیا اور ساری رات میٹھی نیند سوئے ہم سو کر اٹھے تو میرا شوہر مجھ سے کہنے لگا بلاشبہ قریش کا یہ بچہ بڑا ہی برکت والا ہے، یہ ہمیں یقیناً خوش نصیب بنا دے گا۔ جب مدتِ رضاعت ختم ہو گئی تو حلیمہ نے آپ کی والدہ ماجدہ کو جو اس وقت زندہ تھیں ان کے سپرد کر دیا۔

جب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ کی شادی کی خبر حلیمہ سعدیہ نے سُنی تو مکہ آئیں، حضرت خدیجہ نے انھیں پانچ اونٹ عطا کیے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ پھر مکہ آئیں تو آپ نے انھیں چالیس بھیڑیں اور ایک اونٹ دیا۔ حلیمہ جب تک زندہ رہیں آپ ان کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرتے رہے۔

سب سے پہلے آپ کو ثوبیہ کے سپرد کیا گیا تھا، یہ ابولہب کی باندی تھی۔ روایت ہے کہ ثوبیہ آپ کو کم دودھ پلاتی تھی لہٰذا آپ کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا گیا۔ ثوبیہ کے بارے میں جو روایت کم دودھ پلانے کی ہے ضعیف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے ابولہب سے خرید کر آزاد کر دیا تھا ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ثوبیہ اسلام لے آئی تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کا احترام کیا کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ ان کے لیے کپڑے بھیجے کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد انہوں نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہٗ کو بھی دودھ پلایا تھا لہٰذا وہ آپ کے رضاعی بھائی ہوئے۔ ان کے بیٹے سروح کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ داخلِ اسلام ہوئے یا نہیں۔

استفتاء مع الجواب

صفر المظفر کا آخری چہار شنبہ

از حضرت علامہ مفتی خلیل الرحمٰن قادری نقشبندی گلوزوی پشاور

علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟
ہمارے ہاں ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح پر فتوح کے ایصال ثواب کے لئے کھیر یا چوری کی نیاز دی جاتی ہے جسکو لوگ ازواج مطہرات اور خاتون جنت کی سنت تصور کر کے کرتے ہیں۔ زمانہ مدید گزرنے کے باوجود آج بھی اکثر مسلمان اس کار خیر کو کرتے ہیں۔
دریافت طلب امر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ میں اسکی اجازت ہے کہ نہیں مہربانی فرما کر مدلل جواب بحوالہ کتب ارقام فرما کر مشکور فرماویں۔ بینوا توجروا

المستفتی سید حبیب شاہ وڈپگہ تحصیل و ضلع پشاور

الجواب

شریعت اسلامی میں صدقہ کرنا ایصال ثواب کی نیت سے ہر وقت جائز ہے۔ اسکے لئے نہ مکان کی قید ہے اور نہ زمان بعض لوگ ایصال ثواب کے لئے دن تاریخ جو مقرر کرتے ہیں اس پر بھی کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں حالانکہ یہ انکی بڑی غلطی ہے۔
علماء دیوبند کے متفق علیہ پیرو مرشد شیخ الطریقت حضرت شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ نفس ایصال ثواب ارواح میں کسی کو کلام نہیں اس میں اگر تخصیص و تعین دن کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں۔ فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۱۳۴

دوسری جگہ ہے۔
رہا تعین تاریخ تو یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو تو اس وقت یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سال ہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں آتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ فیصلہ ہفت مسئلہ ۱۳۸

غرض تاریخ و یوم کی تخصیص و تعین عرفی ہے جس سے ثواب میں خلل نہیں پڑتا یہ تخصیصات و تقییدات خالق کائنات نے مباح کی ہیں۔ فیصلہ ہفت مسئلہ ۱۴۰

ان عبارات سے صاف ظاہر ہوا کہ صدقات و ایصال ثواب میں تعین یوم وغیرہ شرعاً ممنوع نہیں ہیں۔ لہٰذا اس پر اعتراض لغو اور فضول ہے۔

ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو صدقہ کرنا یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح مبارک کے لئے ایصال ثواب کی نیت سے چوری یا کھیر وغیرہ میں نیاز دینا شرعاً بالکل جائز بلکہ باعث اجر عظیم ہے۔ کیونکہ آخری چہار شنبہ میں صدقہ کرنا تو خود صحابہ کرام اور اہل بیت کے فعل سے ثابت ہے۔ جسکو متعدد کتابوں نے نقل کیا ہے۔ جیسا کہ مجالس الناصحین ص ۵۱۔ علم الیقین ص ۲۱۷۔ انیس الواعظین ص ۱۶۳۔ اور تذکرۃ الواعظین ص ۱۴۲ وغیرہ

تذکرۃ الواعظین کی عبارت درج ہے ملاحظہ فرماویں۔

وروی اذا اتی الصفر سقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیہ کثیرا فاحزن اصحابہ کلہ بفراقہ فیکون حتی ذہب البصر من عیون اربع امرء وثلثۃ امرءۃ فمس علیہ السلام یدہ علی عیونہم فابصر اللہ عیونہم فقال علیہ السلام ایہا البصراء انا اضمن بدخول جنتکم فکان مرضہ فیہا کثیرا فاذا جاء یوم الاربعاء فتح رسول اللہ علیہ السلام عینیہ فقال یا عائشۃ البشرک لانہ فی جسدی صحۃ ہذا الیوم فروا کلہم واکلوا الطعام قلیلاً و تصدقوا للفقراء۔ بقدرو سعتہم فانثر ابو بکر و علی ابن ابی طالب علیہ السلام عشرۃ الاف درہم وانفق عمر سبعۃ الف درہم وعثمان خمسۃ مائۃ درہم وعلی عشرۃ الاف درہم فاذا جاء وقت العصر مرض جسمہ فمات فی تلک المرض فی سلخ ربیع الاول۔ تذکرۃ الواعظین ص

ترجمہ۔ روایت ہے کہ جب صفر کا مہینہ داخل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بیماری لاحق ہوئی صحابہ کرام بوجہ فراق و عدم ملاقات بہت زیادہ روتے تھے حتیٰ کہ چار مردوں اور تین عورتوں کی بینائی ختم ہو گئی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی آنکھوں پر ہاتھ مبارک پھیرا تو بینائی واپس آگئی اور فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ میں ضامن ہوں تمہارے لئے جنت کا اور اس دن حضور کی بیماری بہت سخت تھی۔ پس جب چہار شنبہ کا دن آیا تو حضورِ مبارک نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا اے عائشہ میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ میرا جسم آج صحت مند ہے اور اس ارشاد سے سب خوش ہوتے اور سب نے طعام کھایا اور فقراء کو طعام صدقہ بھی کیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے دس ہزار روپیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نچھاور فرماتے۔ اور صدقہ کئے عمر رضی اللہ عنہ نے سات ہزار روپیہ و عثمان رضی اللہ عنہ نے پانچ صد روپیہ صدقہ کئے اور علی رضی اللہ عنہ نے دس ہزار روپیہ صدقہ کئے جب عصر کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پھر بیماری لوٹ آئی اور ماہ ربیع الاول میں اسی مرض میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے۔

مندرجہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ آخری چہار شنبہ کو صدقہ کرنا صحابہ کرام اور ازواج مطہرات اور اہل بیت کا فعل ہے۔ جسکا انکار کوئی معاند ہی کر سکتا ہے۔ فافہم

اب انیس الواعظین کی عبارت درج کیجاتی ہے۔ عبارت کافی طویل ہے لہٰذا اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔

سوال۔ چہ حکمت است کہ در آخر چہار شنبہ ماہ صفر ہر کسے شادی میکند و طعام فراخ میسازد۔

ترجمہ۔ اس میں کیا حکمت ہے کہ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو سب کوئی خوشی کرتے ہیں اور فراخی کے ساتھ طعام تیار کرتے ہیں۔

الجواب

بعضے گویند دریں روز توبہ مہتر آدم، پذیر شد و بعضے گویند دریں روز فرعون علیہ اللعنت بالشکر باہم غرق شد مؤمنان شادی کردند و بعضے گویند کہ کشتی نوح، دریں روز بر زمین استاد انظر بر ص ۳

فاما صحیح آنست کہ رسول علیہ السلام را بیشتر دریں ماہ زحمت بود ہمہ صحابہ در غم واندوہ بودند از سبب فراق رسول علیہ السلام میگریستند چنانچہ از غایت گریہ چہار مرد و سہ عورت نابینا شدند پیغمبر گفت ایشان را بر من بیار ید خوئی مبارک بر چشم ایشان مالیدند صحت یافتند رسول علیہ السلام گفت ضمان بہشت شمامنم

ترجمہ، بعض کہتے ہیں کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور بعض کہتے ہیں اس دن فرعون علیہ اللعنۃ بمعہ لشکر غرق ہوا تھا اور مؤمنوں نے خوشی منائی تھی بعض کہتے ہیں کہ اس روز حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی زمین پر لگ گئی تھی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماہ صفر میں بوجہ بیماری سخت تکلیف تھی تمام صحابہ بہت زیادہ غمگین وپریشان تھے بوجہ فراق نبی علیہ السلام روتے رہتے یہاں تک کہ زیادہ رونے کی وجہ سے چار مردوں اور تین عورتوں کی بینائی ختم ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انکو میرے پاس لے آؤ پھر حضور علیہ السلام نے اپنا لعاب مبارک انکی آنکھوں پر لگایا تو انکی بینائی واپس آگئی مزید حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے جنت میں داخل ہونے کے لئے میں ضامن ہوں۔

چوں آخر چہار شنبہ شد واں بیست وہفتم و یا بیست و ہشتم ماصفر بود نزدیک صبح رسول علیہ السلام بہتر شد و چشم کشاد گفت من عندی عائشہ رضی اللہ عنہا گفت جان من فدائے تو باد منم عائشہ ترا گفت بشارت باد ترا کہ وجود من سبک شدہ است

ترجمہ، جب آخری چہار شنبہ کا دن آیا اور وہ ماہ صفر کی ستائیس یا اٹھائیس تاریخ تھی صبح کے قریب

حضور علیہ السلام صحت مند ہوتے اور آنکھیں کھولیں اور فرمایا میرے پاس کون ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میری جان آپ پر فدا ہو میں ہوں عائشہ رضی اللہ عنہا، حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عائشہؓ تمکو خوشخبری ہو کہ میرا جسم صحت مند ہے۔

رسول علیہ السلام نماز بامداد ایستادہ امامت کرد یاران شاد شدند وہر کسے صدقہ آورد ابوبکر صدیقؓ ہفت ہزار درہم صدقہ آورد و عمرؓ پنج ہزار درہم صدقہ کرد و عثمانؓ دہ ہزار آورد علی مرتضیٰؓ سہ ہزار آورد عبدالرحمن بنؓ عوف صد اسپ وصد شتر وہر کسے ہر اندازہ روزگار صدقہ دادند وہر کسے دعوتی کردہ شادی نمودند۔ انیس الواعظین مجلس نمبر ۱۵ اص ۱۶۱

ترجمہ:۔ حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صبح کی نماز کھڑے ہو کر پڑھائی تمام صحابہ کرام بہت خوش تھے اور اس خوشی میں صدقے دیئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سات ہزار روپیہ صدقہ کیا حضرت عمرؓ نے پانچ ہزار صدقہ کیا اور حضرت عثمانؓ نے دس ہزار روپیہ صدقہ کیا اور حضرت علی مرتضیٰؓ نے تین ہزار روپیہ صدقہ کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ایک سو گھوڑے اور ایک سو اونٹ دیئے۔ اس طرح ہر شخص نے حسبِ توفیق صدقہ دیا۔ آپس میں دعوتیں کیں اور خوشی منائی۔ ہمارے ہاں آخری چہار شنبہ کو جو چوری وغیرہ کی نیاز دی جاتی ہے اسکا دارومدار بھی اسی پر ہے کہ اس دن حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صحت یابی نصیب ہوئی تھی اور اسی کی خوشی میں خلفاء راشدین اور صحابہ کرام نے خوشی کا اظہار بھی کیا اور سب نے صدقات بھی دیئے۔ اب اگر مسلمان خلفائے راشدین کی سُنّت پر عمل کرتے ہیں تو ان پر قسم قسم فتوے جڑ دیئے جاتے ہیں۔

حالانکہ آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

علیکم بسنتی وسنت الخلفاء الراشدین۔ لازم ہے تم پر میری سنتوں پر عمل کرنا اور میرے خلفاء راشدین کی سنتوں پر۔ اب مسلمان اگر انکی تابعداری کرتے ہیں اور آخری چہار شنبہ کو صدقات دیتے ہیں۔

ایصال ثواب کی نیت سے تو یہ کونسی بدعت ہے۔ کاش بدعت کی رٹ لگانے والے بدعت بدعت کی تعریف تو کم از کم جانتے کہ بدعت ہے کیا چیز؟

اہل سنت والجماعت کے نزدیک ایصال ثواب مطلوب شرعی ہے جو ہر قسم کی قید و بند سے آزاد ہے۔ بغیر دن تاریخ مقرر کرنے کے بھی ایصال ثواب جائز ہے اور اگر دن تاریخ کا تقرر کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ گزشتہ سطور میں عبارت حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے اچھی طرح واضح ہوا۔

بجرو کے لئے انبار کتب بھی بے سود ہے
اور عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے

ھذا مانقلت من الکتاب	احقر خادم الدین خلیل الرحمٰن قادری نقشبندی مجددی
واللہ اعلم بالصواب	گلوزوی پشاوری

بندہ اور خدا کے درمیان حجاب

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

اے درویش! بندہ اور مالک کے درمیان جو پردہ ہے وہ دل کی آلائشوں اور گندگیوں کی وجہ سے ہے جب یہ سب دور ہو جاتا ہے اور دل توبہ کرکے اپنے آپ کو پاک و صاف کر لیتا ہے تو پھر مالک اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہتا ہے۔ پس اے درویش یہی دنیاوی مشغولیت دل کی آلائش اور گنہگاری ہے اس لئے تو دل کو تمام خواہشات اور رغبتوں سے پاک رکھ تاکہ پردہ درمیان سے اٹھ جائے اور لذت و شہوات کے بجائے مشاہدہ اور مکاشفہ کے مقام پر پہنچ جائے۔ انشاء اللہ

گذشتہ سے پیوستہ

علم الحدیث میں عورتوں کا حصہ

ڈاکٹر ام سلمیٰ گیلانی

امامہ بنت ابوالعاص

امامہ بنت ابو العاص بن ربیع بن العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف ہے آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی تھیں۔ حضرت زینبؓ آپ کی والدہ ماجدہ تھیں آپ کی محبت کی انتہا۔ یہ تھی کہ اوقات نماز میں بھی اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے ۱۱ ھجری میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے آپ کا نکاح ہوا پھر آپ کی شہادت کے بعد مغیرہ بن نوفل سے عقد نکاح حضرت حضرت علیؓ ہی کی وصیت کے مطابق ہوا۔ پھر حضرت مغیرہ ہی کے ہاں آپ نے وفات پائی

امتہ:- آپ کا نام نامی امتہ ہے اور فن اسماء الرجال کی تصانیف میں ام خالد بنت خالد کے نام سے آپ کا ذکر کیا گیا ہے شجرہ نسب ام خالد بنت خالد بن ابی حبیحہ بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قریشی اموی کی ہے۔ آپ حبشی مولد ہیں حضرت زبیر بن العوام سے نکاح ہوا جس سے عمر اور خالد پیدا ہوتے آپ سے روایت کرتے ہیں سعید بن عمرو بن سعید بن العاص و موسیٰ بن عقبہ وغیرہ وغیرہ۔ صحیح بخاری باب فی الجنائز میں آپ کی روایات موجود ہیں۔ لیا لسی المصنف میں بھی آپ کی روایت موجود ہے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ آپ صحابیات میں وفات کے اعتبار سے آخری صحابیہ تھیں جو سھل بن سعد کے زمانے تک رہیں۔

ام ایمن:-

برکتہ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان کنیت امام ایمن اور لقب ام الظبا تھا۔ آپ حضرت عبداللہ کنیز تھیں آپ نے اپنا بچپن حضرت عبداللہ کے پاس گزارا۔ اسی لئے بعد

میں حضرت آمنہ کے پاس رہنے لگیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش آپ ہی نے کی جب آپؐ کا نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے ہوا تو پھر آپ نے انہیں آزاد کر دیا مہاجرات الاول میں سے تھیں۔ عبید بن الحارث سے آپ کا عقد ہوا پھر ان کی وفات کے بعد حضرت زید بن ثابت سے آپ کا نکاح ہوا آپ نے چند احادیث روایت کیں حضرت انس بن مالک، حنش بن عبداللہ صنعانی اور ابو یزید مدنی نے آپ سے روایت کی۔ آپ نے حضرت عثمان غنیؓ کے عہد (۲۳ تا ۳۵ھ کے درمیان) وفات پائی۔

بریرہؓ:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی آزاد کردہ لونڈی تھیں آپ سے عبدالملک بن مروان، عبدالواحد بن امین وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

جویریہؓ:

ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیم بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیا آپ کا قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے تعلق تھا بلکہ آپ کے والد حارث بن ضرار بنو مصطلق کے سردار تھے قبل از اسلام آپ کا عقد مسافع بن صفوان سے ہوا۔ شعبان ۵ھ کو مقام مریسیع میں حضرت جویریہ کے قبیلے کے ساتھ مسلمانوں نے غزوہ کیا جس میں گیارہ آدمی مارے اور چھ سو کے قریب قیدی ہوئے مال غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ملیں۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد نے ان کا زر فدیہ ادا کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔ آپ سے چند احادیث مروی ہیں، ابن عباسؓ، جابرؓ، ابن عمر، عبید بن السباق، طفیل، ابو ایوب، مراغی، کلثوم، ابن مصطلق، عبداللہ بن شداد ابن الہاد،

کریب

علامہ ذہبی رحؒ لکھتے ہیں۔

جاء لھا سبعۃ احادیث منھا عند البخاری حدیث و عند مسلم حدیثان

آپ نے ۵۰ھ میں وفات پائی مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

ام حرامؓ۔

ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن بجار اور کنیت ام حرام ہے والدہ کی طرف سے ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید بن مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن بجار سے سلسلہ نسب ملتا ہے عمرو بن قیس الفاری سے آپ کا نکاح ہوا لیکن جنگ احد میں وہ شہید ہو گئے تو پھر عبادہ بن صامت سے آپ کا نکاح ہوا۔

چند احادیث روایت کیں۔ حضرت عبادہؓ، حضرت انسؓ، عمرو بن اسود، عطا بن یسار اور یعلی بن شداد بن اوس نے آپ سے روایت کی۔ ۲۷۔۲۸ھ میں جزیرہ قبرس (سائپرس) میں وفات پائی۔

حرۃ نازہ۔

زینب بنت ابی القاسم عبدالرحمان بن الحسن بن احمد بن سھل بن احمد بن عبدوس جرجانی کا تعلق نیشاپور سے تھا آپ مسند خراسان پر متمکن تھیں سماع حدیث کرنے کے بعد اجازت حدیث عبدالغافر بن اسماعیل اور ابوالقاسم زمخشری النحوی سے کی۔ جمادی الآخر ۶۱۵ھ میں نیشاپور میں وفات پائی۔

ام المومنین حضرت حفصہ

حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن لوی بن فہر بن مالک اور والدہ زینب بن مظعون تھیں آپ بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ۶۰۵ء میں پیدا ہوئیں آپ کا پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سے ہوا جو خاندان بنو سہم سے تھے غزوہ بدر میں جب وہ

شہید ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا آپ سے ۶۰ احادیث منقول ہیں جن کا سماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمرؓ سے پایا جاتا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ، حمزہ بن عبداللہ، صفیہ بنت ابو عبیدؓ، حارثہ بن وہب، مطلب بن ابی واوعہ، ام بشر انصاریہ، عبداللہ بن صفوان بن امیہ، عبدالرحمان بن حارث بن ہشام۔

شعبان ۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

حواشی

(۱) صحیح بخاری، جلد ۱ ص ۲۷، زرقانی ج ۳ ص ۲۵۵

(۲) طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۲۷، اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۰۰، استعاب ج ۲ ص ۷۲۸

(۳) اصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۸ ص ۱۴

(۴) سیر اعلام النبلاء جلد ۴ / ۸۰،

(۵) صحیح بخاری ۳، / ۱۹۲ باب فی الجنائز

(۶) سیر اعلام النبلاء جلد ۲، صفحہ ۲۲۳

(۷) اصابہ ج ۸ ص ۲۱۲،۲۱۲، صحیح بخاری جلد ۱ ص ۵۲۹ شذرات الذھب جلد ۱ / ص ۱۵

(۸) سیر اعلام ج ۲، ص ۲۹۸ طبقات ابن سعد ۸ / ۲۵۶۔ ۲۶۱ المستدرک: ۳ / ۸۱، ۸۲، الاستیعاب ۴، / 1895 اسد الغابہ ۸ / ۲۹ تہذیب التہذیب ۱۲ / ۴۷ الاصابۃ جلد ۱۲، ص ۱۵۸

(۸) اخرجہ مسلم فی صحیحہ (۲۱۴۰) من طریق سفیان عن محمد بن عبدالرحمان مولی آل طلحۃ عن ابن عباس قال کانت جویریہ اسمھابرۃ فحول رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسمھا الی جویریہ وھوفی طبقات ابن سعد ۸ / ۱۱۸ المسند ۶، / ۳۲۰، ۳۴۰، صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۲۱، اسد الغابہ جلد ۵ ص ۴۲۰، صحیح بخاری جلد ۱ ص ۲۶۷

(۹) طبقات ج ۲ ق ۱ ص ۴۵

(۱۰) سیر الاعلام جلد ۲ ص ۲۶۱

(باقی صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

اسلام میں تصور شاعری

ڈاکٹر آرامین

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو

جناح کالج برائے خواتین پشاور یونیورسٹی

زمانہ قدیم سے عربی ادب میں شاعری عربی قبائلی معاشرے کی تمام تر سرگرمیوں کی سنگ بنیاد تھی۔ جزیرہ نما عرب کے بسنے والے قبائل و احزاب شروع سے شعرو شاعری اور خطابت کے رسیا و دلدادہ تھے زبان و بیان میں فصاحت و بلاغت اور شعلہ بیانی تو گویا ان کا ورثہ تھی عرب شروع سے شعر شناس اور اعلیٰ ذوق شعری کے حامل تھے۔ چنانچہ مرد و زن کی اکثریت شعر گوئی اور شعر فہمی میں ماہر ہوتی جس طرح آج کے تہذیب یافتہ دور میں علم و فضل کے حصول کے لئے دانش گاہیں اور اکیڈمیاں قائم کی جاتی ہیں اس طرح دور میں بھی ہر قبیلے کے ذہین و فطین لوگوں کو باقاعدہ طور پر شاعری کی تربیت دی جاتی تھی شاعر کا وجود اتنا اہم ہوتا تھا کہ کسی بھی قبیلے میں اس کے نمودار ہونے پر بھرپور جشن منایا جاتا تھا اور ایسا طباع اور اعلیٰ دماغ انسان معاشرے کا گراں قدر سرمایہ سمجھا جاتا تھا۔

اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں شعرو سخن کی تمام اصناف کسی نہ کسی شکل میں موجود تھیں یہی شاعری عربی ادب کا سرمایہ وقار تھی عربی ادب شناس حلقوں کی غالب اکثریت آج بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ جاہلی شاعری کے قائم کردہ بلند معیارات کو گزشتہ چودہ صدیوں میں بھی مات نہیں کیا جاسکا۔ ہیت کے اعتبار سے قصیدہ، مثنوی، رباعی، مخمس، قطعہ، غزل وغیرہ اور مضامین و موضوع کے اعتبار سے عشقیہ طربیہ، المیہ، مدحیہ، بیانیہ، رزمیہ، ہجائیہ الغرض ہر نوع کی شاعری کے جاندار نمونے ملتے ہیں۔ ذوق اظہار کی اس فراوانی، شعلہ بیانی، بدیہہ گوئی اور زبان کی اس ہمہ گیری کی وجہ سے عربستان کے قبائل فخریہ انداز میں اپنے آپ کو عرب یعنی زبان آور اور دوسرے ممالک کے رہنے

والوں کو عجم یعنی گونگا کہہ کر پکارتے تھے۔

عرب قبائل میں رواج تھا کہ ظہور اسلام سے قبل جب سوق عکاظ کے میلے میں ان کا اجتماع ہوتا تو ہر قبیلے کا شاعر اپنے قبیلے کے فخریہ کارناموں کو مبالغہ آمیز انداز میں اپنے قصائد کی زینت بناتا۔ جنگ وجدل کے واقعات، تلوار کے کارنامے، گھوڑے کی تعریف اور بہادری کی داستانیں بیان ہوتیں۔ جس شاعر کا قصیدہ سب سے اعلیٰ قرار دیا جاتا اس کو بطور نمونہ خانہ کعبہ کی دیوار سے لٹکایا جاتا اور پورا قبیلہ شاعر کے اس کارنامے پر نازاں ہوتا گویا زمانہ جاہلیت میں شاعر کو مرکز و محور کی حیثیت حاصل تھی شاعر کو قبیلے کی عزت و ناموس کا امین اور نگہبان سمجھا جاتا تھا۔ عرب شعراء مرثیے کہتے تو قبیلے والوں کو مقتولین کا انتقام لینے پر ابھارتے حتیٰ کہ میدان کارزار میں بھی فتح و شکست اور عزت و ناموس و رسوائی کا دارو مدار بھی شعراء کی قابلیت پر ہوتا شعراء اپنی شعلہ نوائی سے لڑنے والوں کا لہو گرماتے اور ان کے کارناموں کو شعری سانچوں میں ڈھال کر حیات دوام بخشتے گویا کہ وہ معاشرہ قومی عزت و ناموس اور معاشرتی وقار کی بقاء کے لئے زبان شاعر کا محتاج تھا۔

اس دور جاہلیہ کی شاعری علو خیالی، فصاحت و بلاغت اور خوش بیانی کی اس معراج کو پہنچی کہ صدیاں بیت گئیں لیکن اس کے باوجود آج بھی اس دور کے شعرا زہیر بن ابی سلمیٰ، عمرو بن کلثوم، امراؤ القیس اور دیگر حضرات کے شعری کارنامے عربی ادب کا گراں قدر سرمایہ سمجھے جاتے ہیں۔ بعثت نبوی کے زمانے میں بھی سینکڑوں ممتاز شعراء موجود تھے اس دور کے مشہور شاعر حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ، کعب بن زہیر، لبید بن مرداس، متمم بن نویرہ اور ابن زبعری وغیرہ تھے۔

ہر قوم کی کوئی نہ کوئی امتیازی و فطری صفت ہوتی ہے جو اس کے ذکر کے ساتھ ہی ذہن کے مختلف گوشوں میں ابھرتی ہے عربوں کی امتیازی خوبی ان کی فصاحت و بلاغت تھی اس لئے فصاحت و بلاغت کے رسیا عربوں میں قرآن کریم کے اعجاز سے کام لیا گیا فصاحت و بلاغت قرآن ایسا معجزہ ہے جس کے آگے عرب فصحاء بلغاء نے بھی سر تسلیم خم کیا ان کا شعلہ نوائی اور فصاحت و بلاغت قرآن کی معجز بیانی کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔ اعجاز قرآن کے بارے میں اللہ رب العزت نے خود فیصلہ سنا دیا۔ سورۃ بقرہ کی یہ آیات عربوں کی فصاحت و بلاغت کے لئے زبردست چیلنج تھیں۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھد آکم من دون اللہ ان کنتم صدقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین (سورۃ بقرہ آیت ۲۳، ۲۴)

ترجمہ۔ تفہیم القرآن از ابوالاعلیٰ مودودی

اور اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے یا نہیں تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ اپنے سارے ہمنواؤں کو بلا لو۔ ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو مدد لے لو اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر دکھاؤ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا اور یقیناً کبھی نہیں کر سکتے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر جو مہیا کی گئی ہے منکرین حق کے لئے

فصیح زبانیں گنگ ہو گئیں زبان شعر میں حکمت و دانائی کے موتی بکھیرنے والے شعراء مبہوت ہو گئے عقل و خرد بے بس ہو گئی عرب اجتماعی کوشش کے باوجود بھی قرآن کے مقابلے میں ایک سورت گھڑ کر نہ لا سکے تو مشرکین و مخالفین کو قرآن کی معجز بیانی کو تسلیم کرنا پڑا اور قرآن کے اثر و نفوذ و شکوہ الفاظ اور حسن ادا سے مرعوب و مبہوت ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر کہنے والے نقادوں کو ماننا پڑا کہ قرآن کسی شاعر کاہن یا ساحر کی معجز بیانی نہیں بلکہ کلام الٰہی ہے یوں قرآن نے اپنی ادبی برتری منوا کر اس شاعری کو ایک قدم پرے دھکیل دیا جس پر عربوں کو ناز تھا اور یوں عربی شاعری کا زوال بتدریج شروع ہوا۔

مصر کے مشہور دانشور ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اعجاز قرآن کے بارے میں کہا ہے کہ دنیا کے ادب دو اصناف پر مشتمل ہے نظم یا نثر عربی زبان کا ادب ان دو پر مشتمل نہیں بلکہ تین اصناف پر مشتمل ہے ایک نظم دوسرا نثر اور تیسرا قرآن، چونکہ قرآن نہ تو نثر ہے اور نہ نظم بلکہ یہ تو کلام بشر ہی نہیں ایک الگ اور مستقل تیسری صنف ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور نزول قرآن سے عربی زبان و ادب اور تہذیب و تمدن پر وسیع اثرات مرتب ہوئے۔ قرآن کریم کی وجہ سے عربی زبان دنیا پر چھا گئی آپ جس قوم اور جس عہد میں مبعوث ہوئے اس کا خاصہ شعر و خطابت میں فصاحت و بلاغت تھی اس لئے صاحب

قرآن کے قلب و نظر اور زبان اقدس کو فصاحت و بلاغت کے تمام خصائص و لوازمات کمالات سے نوازا گیا زبان دانی پر اتنی توجہ دی جاتی تھی کہ قریش کے شرفاء اپنے بچوں کی رضاعت و پرورش کا بندوبست ایسے قبیلے میں کرتے جو فصیح اللسان ہوتا اسی غرض سے آپ کو بھی بچپن میں قبیلہ بنی سعد کی خاتون حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا گیا ویسے بھی قبیلہ قریش کی زبان بحیثیت مجموعی فصیح و بلیغ اور منجھی ہوئی سمجھی جاتی تھی۔ نزول قرآن کے بعد دیگر قبائل کے شعراء و خطباء قریش کی زبان کو قابل فخر ذریعہ اظہار تصور کرتے تھے۔

داعی حق کو جب دعوت اسلام کا منصب سپرد ہوا تو اس منصب کو نبھانے کے آداب بھی تلقین فرمائے ایک موقع پر حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ عرب کے تمام قبائل کے لہجے اور زبان کو سمجھنے پر قادر ہیں اور ہر قبیلے سے ان کی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں آپ کو یہ علم کیسے عطا ہوا آپ نے فرمایا!

ادبنی ربی فاحسن تادیبی

ترجمہ۔ میرے رب نے مجھے سلیقہ اور ادب سکھایا ہے اور میری خوب تربیت کی ہے

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا طبرانی کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔

انا اعرب العرب ولدت فی قریش و نشات بنی سعد فانی یاتینی اللحن

ترجمہ۔ میں عربوں میں بہتر اظہار خیال کرنے والا ہوں میں قریش میں پیدا ہوا میری پرورش بنو سعد میں ہوئی تو اب میرے کلام میں حسن کہاں سے آتے۔

علی یاش الشفاء / ۱۷۸

آپ کا کلام بناوٹ اور لغزش سے پاک تھا آپ کی زبان اقدس حکمت و دانائی کا سرچشمہ تھی جس سے ہر سطح ذہنی کے انسان نے فیض پایا۔

آپ نہ قلیل الکلام تھے اور نہ کثیر الکلام، آپ کی زبان میں وہ حلاوت، گھلاوٹ اور شیرینی تھی کہ سننے والے آپ کے خطبات میں محو ہو جاتے۔ جہاں بات کو طول دینا ہوتا آپؐ شرح و بسط سے کام لیتے ورنہ حسب ضرورت اختصار و جامعیت سے کام لیتے آپ اپنے کلام میں نامانوس اور غیر معیاری الفاظ

کے استعمال سے اجتناب فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جہیر الصوت اور شیریں زبان بنایا تھا آپ جب بات ختم کر چکتے سننے والوں کی تشنگی باقی نہ رہتی جو سلاست و روانی، حسن ادا اور واقعیت و جامعیت خطابت نبوی میں ہے اس کی بنا پر وہ عرب کے تمام فصحاء و بلغاء کے کمالات پر بھاری ہے۔

(جاری ہے)

(بقیہ: علم الحدیث میں عورتوں کا حصہ)

(۱۱) سیر الصحابہ جلد ۱۰ / ۱۱ ص ۸۰

(۱۲) تہذیب التہذیب جلد ۱۲ ص ۴۲۶، اصابہ جلد ۸ ص ۲۲۳، اسد الغابہ، جلد ۵ ص ۵۷۵، صحیح بخاری جلد ۲ ص ۲۹ سیر الاعلام جلد ۲۲۳ ج ۳۱۶۰۲

(۱۳) ایضاً آپ جب کبھی بھی صبا کی طرف تشریف لے جاتے تو ام حرام ہی کے گھر آتے اور کھانا نوش فرماتے حجۃ الوداع کے بعد ایک روز آپ تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا حضرت ام حرام نے جوئیں دیکھنا شروع کیں تو آپ کو نیند آگئی تھوڑی دیر کے بعد آپ مسکراتے ہوئے اٹھے اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوہ کے ارادے سے سوار ہیں ام حرام نے کہا کہ یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ میں بھی ان میں شامل ہوں آپ نے دعا کی اور پھر آرام فرمایا کچھ دیر بعد پھر مسکراتے ہوئے اٹھے اور اپنی خواب دہرائی حضرت ام حرام نے پھر اپنی شرکت کی دعا کے لئے عرض کی فرمایا تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو اور اس خواب کی تعبیر ۲۸ھ میں جب پہلا بحری بیڑا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں حمص کے ساحل کی طرف روانہ ہوا اور قبرص فتح کیا تو آپ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں واپسی میں سواری پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گریں اور وہیں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

(۱۴) شذرات الذہب، جلد ۵ / ص ۶۳، سیر الاعلام جلد ۲۲، ص ۸۵

(۱۵) صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۰۷۵ اصابہ جلد ۸ ص ۵۱، زرقانی جلد ۳ ص ۲۷۱

مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۲۸۵ اصابہ جلد ۸ ص ۵۲ سیر الاعلام جلد ۲ ص ۲۲۸